Human Rights Commission
of Pakistan

پاکستان کی
بین الاقوامی
قانونی ذمہ داریاں

حقوق انسانی کے نقطہ نظر سے

مالی تعاون

FRIEDRICH NAUMANN
FOUNDATION For Freedom.
Pakistan

HRCP

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریاں

حقوق انسانی کے نقطہ نظر سے

مالی تعاون

FRIEDRICH NAUMANN FOUNDATION For Freedom.
Pakistan

فریڈرک نومان فاونڈیشن

فار فریڈم

پاکستان

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

2019

تمام حقوق محفوظ ہیں۔اس شائع شدہ دستاویز کا کوئی بھی حصہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اسے کہاں سے لیا گیا ہے دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پہلی چھپائی نومبر2019

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ اس اشاعت کا مواد درست ہو۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کسی غیر ارادی غلطی کی ذمہ داری نہیں لیتا۔اس دستاویز میں بیان کیے گئے خیالات لازمی طور پر فریڈرک نومان فاونڈیشن فار فریڈم کا نقطہ نظر نہیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

ایوان جمہور

107 - ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاون

لاہور54600

ٹیلی فون: 5969 3586 ,4994 3586 ,8341 3583 42 92+

فیکس: 3582 3588 42 92+

ای میل: hrcp@hrcp-web.org

ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

ڈیزائن اور لے آوٹ: وژنریز ڈوژن

ای میل: visionariesdesign@yahoo.com

مندرجات

.1	**تعارف**	
.2	**بین الاقوامی انسانی حقوق کا جائزہ اور مشاہدات**	
2.1	انسانی حقوق کے اساسی معاہدے اوران سے جنم لینے والے ادارے: ایک جائزہ	
2.2	عالمی معاہدوں کی پاس داری میں پاکستان کہاں کھڑا ہے	
2.3	معاہداتی اداروں کے مشاہدات	
.3	**انسانی حقوق کی رپورٹنگ اور معاہدوں پر عمل درآمد میں دشواریاں**	
3.1	آئینی قانون بمقابلہ بین الاقوامی عوامی قانون	
3.2	نگران اداروں اور عمل درآمد کے سیلز کی حیثیت	
3.3	سٹیک ہولڈرز کو درپیش رپورٹنگ کے مسائل	
3.4	ثقافتی اور مذہبی اثرات	
3.5	ریاستی اور غیر ریاستی عمل کار کی جانب سے طاقت کا غلط استعمال اور غفلت	
3.6	گلگت بلتستان کی حیثیت	
.4	**انسانی حقوق پر عمل درآمد کو تقویت دینے کے لیے سفارشات**	
4.1	سٹیک ہولڈرز کو انسانی حقوق سے متعلق حساس بنانا اوران کی صلاحیت میں اضافہ کرنا	
4.2	پائدار ترقی کے اہداف اور انسانی حقوق کو مقامی شکل دینا	
4.3	معاہدوں کے نگران اداروں کو بااختیار بنانا	
4.4	سٹیک ہولڈرز کی مشترکہ تحریک اور لابینگ یا حمایت کے حصول کی کوشش	
4.4	بین الاقوامی میکانزمز کے ساتھ روابط کا فروغ	
.5	**ماحصل**	

ضمیمہ جات

ضمیمہ 1: پاکستان کی عالمی ذمہ داریاں

ضمیمہ 2: عالمی میعادی جائزہ کے عامل گروہ کی پاکستان سے متعلق رپورٹ

1. تعارف

اس دستاویز کا مقصد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی پاکستان کی انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی قانونی ذمہ داریوں پر مشاورتی اجلاسوں سے اخذ کیے گئے نتائج اور سفارشات کی ترویج ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں کے کارکنوں، انسانی حقوق کا دفاع کرنے والوں، وکلا، صحافیوں، سرکاری حکام اور سول سوسائٹی کے ارکان نے ان اجلاسوں میں شرکت کی۔ پاکستان کے بڑے شہروں اسلام آباد، پشاور، کراچی، گلگت، کوئٹہ اور لاہور میں منعقدہ ان اجلاسوں میں مجموعی طور پر 152 افراد شریک ہوئے۔

ان مشاورتی اجلاسوں کا مقصد تھا:

- شرکا کو ان عالمی معاہدوں سے آگاہ کیا جائے جن پر پاکستان نے دستخط کیے ہیں یا جن کی اس نے توثیق کی ہے۔
- واضح کیا جائے کہ معاہدہ میں فریق ریاست ان عالمی ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہوتی ہے۔
- پائیدار ترقی کے اہداف، پاکستان کے تناظر میں ان کے انسانی حقوق سے تعلق، ان کے قانون اور پالیسی بننے اور ان سے جڑے مسائل اور مواقع کو اجاگر کیا جائے۔
- واضح کیا جائے کہ شہری کس طرح بین الاقوامی معاہدوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
- اور ہدف افراد کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا جائے جہاں وہ بنیادی انسانی معاہدوں کے تحت بین الاقوامی انسانی حقوق کی ذمہ داری کو پورا کرنے کی کوشش میں درپیش مسائل اور دشواریوں پر روشنی ڈالنے کے لیے مثبت گفت گو کر سکیں۔
- بین الاقوامی انسانی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے طریقے سیکھے اور تجویز کیے جائیں ۔

ہم مشاورتی اجلاسوں میں معاونت کرنے والے ماہرین (نام اور تعارف کے لیے ضمیمہ دیکھیے)، مالی معاون فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم اور اس دستاویز کی مولف انیسہ ڈار، اردو مترجم وقار مصطفیٰ اور سندھی مترجم اسلم خواجہ کے شکر گزار ہیں۔

2. اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کی نگرانی کا نظام

2.1 انسانی حقوق کے اساسی معاہدے اور ان سے جنم لینے والے ادارے: ایک جائزہ

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے نگراں نظام کے اجزا یہ ہیں: (ا) اقوام متحدہ کے چارٹر پر مبنی ادارے، بشمول انسانی حقوق کونسل اور (ب) بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں کے تحت تشکیل پانے والے خود مختار ماہرین پر مشتمل وہ ادارے جنہیں فریق ریاستوں میں تعمیل کی نگرانی کا کام سونپا گیا ہے۔ چارٹر اداروں میں سابقہ انسانی حقوق کمیشن، انسانی حقوق کی کونسل، اور خصوصی طریقہ ہائے کار شامل ہیں۔ ان کی سرگرمیوں اور بنیادی افعال کی تفصیل کے لیے ضمیمہ ا، پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریاں۔

عالمی میعادی جائزہ (جو اپنے انگریزی نام یونیورسل پیریاڈک ریویو کے مخفف یو پی آر سے زیادہ جانا جاتا ہے) اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کا ایک اہم طریق کار ہے جس میں اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک میں انسانی حقوق کی صورت حال کی اس مقصد سے جانچ کی جاتی ہے کہ انسانی حقوق کی ذمہ داریوں اور وعدوں کو بہتر طور سے نبھا سکیں۔ اس عمل کے ذریعے کئی ممالک پاکستان کو انسانی حقوق کی مجموعی صورت حال میں بہتری کے لئے آئینی ترامیم اور اصلاحات، قانون سازی، انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے اداروں کے انتظامات بہتر بنانے، صنفی مسائل مثلاً عورتوں پر تشدد اور عورتوں اور لڑکیوں کی سمگلنگ کے خلاف اقدامات اور خواتین کی صحت بہتر بنانے، افراد اور کمزور گروہوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے، جبری گم شدگیوں میں کمی اور مکانیت، صاف پانی اور حفظان صحت کی فراہمی، سماجی تحفظ اور غربت میں کمی کے لیے ان کی اقتصادی اور سماجی رسائی میں بہتری کے لیے تجاویز دیتے رہے ہیں۔ اس عمل کی تفصیلات اور یو پی آر کے تیسرے دور کے بعد پاکستان کو ملنے والی سفارشات کے طائرانہ جائزہ کے لیے ضمیمہ ا، پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریاں سیکشن 3 اور 4، دیکھیے۔

انسانی حقوق کے بنیادی معاہدے

انسانی حقوق کے بنیادی بین الاقوامی معاہدوں کی تعداد نو ہے، سب سے حالیہ جبری گم شدگیوں کا معاہدہ ہے جو 23 دسمبر 2010 کو عمل میں لایا گیا۔ 1948 میں انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کو اپنانے کے بعد سے اب تک اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک نے کم از کم ایک بنیادی بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدے اور

فیصد نے چار یا اس سے زیادہ معاہدوں کی توثیق کی ہے۔ درج ذیل نو بنیادی معاہدے بین الاقوامی انسانی حقوق کی بنیاد ہیں۔

- تمام شکلوں میں نسلی امتیاز کے خاتمہ کا بین الاقوامی معاہدہ 1965
- شہری اور سیاسی حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ 1966
- اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ 1966
- خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کی تمام شکلوں کے خاتمے کا معاہدہ 1979
- تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا کے خلاف معاہدہ 1984
- بچے کے حقوق کا معاہدہ 1989
- تمام تارکین وطن کارکنوں اور ان کے خاندانوں کے ارکان کے حقوق کے تحفظ پر بین الاقوامی معاہدہ 1990
- تمام افراد کے جبری گم شدگیوں سے تحفظ کا بین الاقوامی معاہدہ 2006
- معذوریوں کے حامل افراد کے حقوق کا معاہدہ 2006

معاہدوں سے جنم لینے والے ادارے

اس وقت انسانی حقوق کے معاہدوں سے جنم لینے والے اداروں کی تعداد دس ہے جو آزاد ماہرین کی کمیٹیاں ہیں۔ ان معاہدوں میں سے نو بنیادی بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں کے نفاذ کی نگراں ہیں۔ دسواں معاہداتی ادارہ، تشدد کے خلاف معاہدہ کے اختیاری پروٹوکول کے تحت قائم تشدد کی روک تھام کی ذیلی کمیٹی، اختیاری پروٹوکول کے لئے معاہدہ میں شامل ریاستوں میں حراست کے مقامات پر نظر رکھتا ہے۔

بنیادی بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں کے نفاذ کی نگرانی کرنے والے دس انسانی حقوق کے ادارے یہ ہیں

- کمیٹی نسلی امتیاز کے خاتمے کے لیے
- معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے لیے کمیٹی
- حقوق انسانی کے لیے کمیٹی
- خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کے لیے کمیٹی
- تشدد کے خلاف کمیٹی

- بچوں کے حقوق سے متعلق کمیٹی
- مہاجر کار کنوں سے متعلق کمیٹی
- تشدد کی روک تھام سے متعلق ذیلی کمیٹی
- معذوریوں کے حامل افراد کے حقوق سے متعلق کمیٹی
- جبری گمشدگیوں سے متعلق کمیٹی

معاہداتی ادارے معاہدہ میں شامل ریاستوں کی طرف سے پیش کردہ میعادی رپورٹوں کا جائزہ لیتے ہیں، ان میں سے بیشتر مختلف معاہدوں کی شقوں سے متعلق عمومی تبصرے کرتے یا سفارشات دیتے ہیں اور بہت سے انفرادی گفت وشنید اور تحقیقات کی راہ لیتے ہیں (تفصیلات کے لیے دیکھیے ضمیمہ ا: پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریاں، سیکشن چھ)

2.2 عالمی معاہدوں کی پاس داری میں پاکستان کہاں کھڑا ہے

ضمیمہ 1 : پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریاں سے ماخوذ اس جدول سے نو میں سے ان معاہدوں کا پتا چلتا ہے جن پر پاکستان نے دستخط کیے ہیں اور جن کی توثیق کی ہے۔

حقوق انسانی کا معاہدہ	حیثیت اور توثیق کی تاریخ
شہری اور سیاسی حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ	23 جون 2010 کو توثیق کی گئی
اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ	17 اپریل 2008 کو توثیق کی گئی
خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کی تمام شکلوں کے خاتمے کا معاہدہ	12 مارچ 1996 کو دستخط کیے گئے
تمام شکلوں میں نسلی امتیاز کے خاتمہ کا معاہدہ	21 دسمبر 1966 کو توثیق کی گئی
بچے کے حقوق کا معاہدہ	20 نومبر 1990 کو توثیق کی گئی
تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا پر معاہدہ	23 جون 2010 کو توثیق کی گئی
معذوریوں کے حامل افراد کے حقوق کا معاہدہ	5 جولائی 2011 کو توثیق کی گئی
تمام تارکین وطن کارکنوں اور ان کے خاندانوں کے ارکان کے	توثیق نہیں کی گئی

حقوق کے تحفظ پر بین الاقوامی معاہدہ	
تمام افراد کے جبری گم شدگیوں سے تحفظ کا بین الاقوامی معاہدہ	توثیق نہیں کی گئ

2.3 معاہداتی اداروں کے مشاہدات

ذیل میں دیے گئے جدول میں کچھ اہم اعتراضات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے جس کا اظہار معاہداتی اداروں نے پاکستان کی تازہ ترین رپورٹس پر اپنے مشاہدات میں کیا ہے۔

حقوق انسانی کا آلہ کار، نگراں ادارہ	اہم اعتراضات
آئی سی سی پی آر (حقوق انسانی کمیٹی)	پاکستان کی ابتدائی رپورٹ پر اختتامی مشاہدات، 12 جولائی 2017 معاہدہ میں شامل ریاست کو شق 3 اور 25 پر اپنے باقی ماندہ اعتراضات واپس لے لینا چاہیں تاکہ معاہدہ (پیرا 8) کے مکمل اور موثر اطلاق کو یقینی بنایا جاسکے۔ کمیٹی کو تشویش ہے کہ نام نہاد غیرت کے نام پر قتل جاری ہیں اور ان میں کچھ مقدمات میں قصاص اور دیت قوانین کا اطلاق ہو رہا ہے اور دور دراز علاقوں میں قبائلی جرگے ان کا فیصلہ کر رہے ہیں (پیرا 13)۔ کمیٹی کو اس امر پر تشویش ہے کہ معاہدہ میں شامل ریاست نے دسمبر 2014 میں سزائے موت پر ممانعت ختم کردی اور تب سے اب تک یہ ان ریاستوں میں شمار ہے جہاں اس سزا پر عمل درآمد کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ یہ خاص طور پر اس امر پر فکر مند ہے کہ سزائے موت کا اطلاق ایسے جرائم میں بھی ہو رہا ہے جو معاہدہ کی شق 6 (2) کے مفہوم میں شدید ترین جرائم کے تحت نہیں آتے۔ جبری گم شدگیوں کی تحقیقات کے کمیشن کے قیام کا خیر مقدم کرتے ہوئے، کمیٹی کو اس کمیشن کے ناکافی اختیارات اور وسائل؛ متعلقہ حکام کی کمیشن کے احکامات کی عدم تعمیل؛ کمیشن کے سامنے لائے گئے ایسے کیسوں کی بڑی تعداد، جو حل نہیں ہوتے

	اور جن کے ذمہ داروں کے خلاف فوجداری کارروائی نہیں ہوتی، پر تشویش ہے (شق 2، 6، 7، ۹، 14اور 16 پیرا17
اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی کمیٹی	پاکستان کی ابتدائی رپورٹ پر اختتامی مشاہدات، 23جون 2017 کمیٹی کو تشویش ہے کہ معاہداتی حقوق کو ملکی قانون میں مکمل طور پر شامل نہیں کیا گیا اور خاص طور پر، معاہدہ میں شامل ریاست کا آئین اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حقوق کو دادرسی کے قابل بنیادی حقوق کی بجائے پالیسی ہدایات کی حیثیت دیتا ہے۔(پیرا 5) کمیٹی کی سفارش ہے کہ ریاستی پارٹی اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ آئین، بشمول رنگ، زبان، سیاسی یا دیگر رائے، قوم یا سماجی تعلق، جائداد، معذوری، جنسی رجحان اور جنس کی شناخت یا دیگر حیثیت کے، ہر بنیاد پر امتیازی سلوک کی ممانعت کرتا ہو، آئین کی شقوں 25 سے 27تک پر نظر ثانی کرے۔(پیرا20) کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ معاہدہ میں شامل ریاست ایسی تمام آئینی دفعات کو ختم کرنے کے لیے جو صنف کی بنیاد پر امتیاز کرتی ہوں، اپنے قوانین، بشمول ویسٹ پاکستان مسلم پرسنل لا (شریعت) ایکٹ 1962اور قانون شہادت آرڈر (لا آف ایویڈینس) کے، پر نظر ثانی کرے۔
بچے کے حقوق کی کمیٹی	پاکستان کی پانچویں میعادی رپورٹ پر اختتامی مشاہدات، 3جون 2016 جب کہ کمیٹی سندھ چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ (کم عمری میں بچوں کی شادی کی ممانعت کا قانون) میں 2013 میں لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کے لیے کم از کم عمر 18 سال تک بڑھانے کے لیے کی جانے والی ترامیم کا خیر مقدم کرتی ہے، باقی تمام صوبوں میں لڑکوں (18 سال) اور لڑکیوں (16 سال) کے درمیان شادی کی عمر میں پائے جانے والے فرق پر اس کی تشویش برقرار ہے (پیرا 16) کمیٹی بہت سے افراد کو ایسے جرم کے لیے پھانسی دیے جانے پر خوف کا شکار ہے کہ جو انھوں نے 18 سال سے کم عمر میں کیے یا جن کی عمر دسمبر 2014 میں سزائے موت پر عمل درآمد کی ممانعت ختم کیے جانے کے بعد بحث کا موضوع بنی۔(پیرا 24)

3 - انسانی حقوق کی رپورٹنگ اور معاہدوں پر عمل درآمد میں دشواریاں

پچھلے باب میں دیے گئے مشاہدات، یو پی آر تبصرے جن پر پہلے بات ہو چکی اور پاکستان کو دی گئی سفارشات (ضمیمہ ب: عالمی میعادی جائزہ کے عامل گروہ کی پاکستان سے متعلق رپورٹ میں دی گئی سفارشات) کی بنا پر یہ واضح ہے کہ پاکستان کو انسانی حقوق کے نفاذ اور اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پورا کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ اسی لیے ان مشاورتی اجلاسوں میں غیر سرکاری اداروں یا این جی اوز، انسانی حقوق کے فورمز، قانونی نظام، ذرائع ابلاغ، سرکاری تنظیموں اور سول سوسایٹی سے تعلق رکھنے والے شرکا نے رپورٹنگ اور اطلاق میں حائل رکاوٹوں پر توجہ مرکوز کی اور ان پر روشنی ڈالی۔

3.1 آئینی قانون بمقابلہ بین الاقوامی عوامی اور روایتی قوانین

ماہرین نے وضاحت کی کہ تمام اقوام کسی بھی معاہدہ یا کنونشن کی تصدیق سے قطع نظر روایتی بین الاقوامی قوانین کو قبول کرتی ہیں اور ریاستی عمل درآمد اور قانونی ذمہ داری نبھانے سے ان کا قیام ہو جاتا ہے۔ کچھ قوانین کے برعکس (جیسے انجمن سازی کی آزادی جسے آفات کے دوران میں پابند کیا جا سکتا ہے)، ان قوانین میں تخفیف نہیں کی جا سکتی۔ زندگی کا حق، پناہ گزینوں اور مہاجرین کے حقوق، انسان دوست اقدامات وغیرہ ایسے حقوق میں کسی معاہدے یا ریاستی دستخط کی ضرورت نہیں اور ان کی پیروی کے لیے ایک قوم ہونا ہی کافی ہے۔ ان قوانین کی خلاف ورزی کی، خاص طور پر دوہری ریاستوں کے لیے، خاصی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ (یہ ایسی ریاستیں ہیں جن میں کسی معاہدہ پر عمل درآمد کے لیے صرف حکومت کا اس پر دستخط کرنا کافی

اسلام آباد مشاورت

نہیں ہوتا بلکہ اسے ملکی قانون کا حصہ بنانے کی ضرورت ہوتی ہے)

مشاورت کے دوران میں، ایک بنیادی تشویش پاکستان کے یک رخی کی بجائے دوہری ریاست ہونے کے حوالہ سے ابھری۔ پاکستان ایک دوہری ریاست ہے جہاں بین الاقوامی عوامی قانون کو صرف اس صورت میں لاگو کیا جاسکتا ہے جب اسے ملکی قانون میں شامل کیا جائے۔ تاہم، ریاست کو بین الاقوامی ذمہ داریوں کی تعمیل کرنے میں ناکامیوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ خواتین، اقلیتوں اور بچوں کے حقوق کے تحفظ کے معاہدوں سے متعلق تحفظات کی مزید تفصیلات ضمیمہ امیں دی گئی ہیں۔ ویانا معاہدہ کے معاہدات سے متعلق قانون کے مطابق کسی معاہدہ کے اغراض ومقاصد سے متصادم کوئی بھی تحفظات بے کار تصور ہوں گے (آرٹیکل 19)

شرکا نے مثالیں دے کر بتایا کہ کیسے بعض تحفظات معاہدات کی اصل روح اور مقاصد سے مطابقت نہیں رکھتے۔ پاکستان نے مقامی قوانین کو سیڈا دفعات کے مطابق کرنے کے لئے کوئی قانونی ڈھانچا اختیار نہیں کیا - اسی طرح ملکی آئین تشدد کے خلاف معاہدہ کی ذمہ داریوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ پاکستان کے زیادہ تر فوجداری قوانین، جو برطانوی راج سے وراثت میں ملے ہیں، متروک ہوچکے ہیں اور خاص طور پر تشدد کی تمام اقسام کی وضاحت نہیں کرتے اور انہیں جرم قرار نہیں دیتے ۔ پارلیمان میں متعدد تشدد مخالف مسودات قانون کئی سالوں سے زیر التوا ہیں لیکن انہیں حکومت یا پارلیمان کی اکثریت سے ضروری حمایت نہیں مل سکی۔ اس کے علاوہ، جسمانی سزا اور بچوں پر دیگر شکلوں میں تشدد چاہے تعلیمی اداروں میں

کوئٹہ مشاورت

ہو، کام کی جگہ ہو، یا گھر پر- ملک میں بالکل ممنوع نہیں۔ پاکستان کی طرف سے ایک بار ہا کیا جانے والا اعتراض مذہبی اور اسلامی قانون پر مبنی ہے۔ پاکستان کا کہنا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ قرار دیتا ہے کہ کسی شق کی دفعات تب تک روبہ عمل ہوں گی جب تک کہ وہ آئین پاکستان اور شرعی قوانین سے متصادم نہ ہوں۔ یوں اسے اپنے قوانین کو مذہبی اور ثقافتی معیاروں کے تحت نافذ کرنے کا حق ملتا ہے۔ بلوچستان سے خواتین شرکا میں سے ایک نے بتایا کہ ان تحفظات اور دوہری حیثیت کے باعث، مئی 2017 میں کم عمری میں شادی کی ممانعت کے ایک مجوزہ ترمیم مسودہ قانون، جس کا مقصد لڑکیوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر کو 18 سال تک بڑھانا تھا، کو سٹینڈنگ کمیٹی نے تو منظور کر لیا مگر اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ عندیہ دیتے ہوئے اسے نامنظور کر دیا کہ شادی تو کسی بھی عمر میں کی جا سکتی ہے مگر رخصتی کی اجازت 18 سال عمر کے بعد ہی دی جا سکتی ہے۔

شرکا نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ اگر پاکستان ایک یک رخی ملک ہوتا تو کیسے بین الاقوامی قانون آئینی قانون سے مقدم ہو سکتا تھا، خاص طور پر اس صورت میں کہ جس میں بچوں اور عورتوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

کشمیر پر ایک متنازعہ علاقہ کے طور پر بھی مشاورت میں تبادلہ خیال کیا گیا۔ بھارت کی بڑی سیاسی جماعت بی جے پی نے ہندوستان کے آئین میں جموں و کشمیر کی آرٹیکل 370 کے تحت خصوصی حیثیت کو ختم کرنے کا انتخابی وعدہ پورا کیا۔ یہ اقدام بین الاقوامی قانون پر مقدم ہوا اور یوں انسانی حقوق کی بہت سی خلاف ورزیوں کا باعث بنا[1]۔

شرکا نے کہا دوسری جانب، امریکا کی جانب سے سیڈا کی توثیق اور ملکی قانون کو اس کے مطابق ڈھالنے میں پس و پیش دیگر ریاستوں کے لیے حوصلہ شکنی کا باعث ہے۔ امریکا سیڈا کی توثیق سے انکار کر رہا ہے کیوں کہ اس کی ریاستوں کا ماننا ہے کہ عالمی عوامی قانون ان کے وفاقی قانون کے تابع نہیں ہو سکتا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل جیسی عالمی تنظیمیں امریکا کے انکار کی وجوہات کے طور پر پیش کیے جانے والے درج ذیل واہمے دور کرنے کی وکالت کرتی رہی ہیں[2]:

---

[1] https://foreignpolicy.com/2019/11/07/in-the-line-of-fire-along-kashmirs-line-of-control/

[2] https://www.amnestyusa.org/files/pdfs/cedaw_fact_sheet.pdf

- سیڈا کی امریکا کی جانب سے توثیق سے عالمی برادری کو بہت زیادہ اختیارات مل جائیں گے اور معاہدہ کی دفعات کو امریکی وفاقی اور ریاستی قانون پر فوقیت مل جائے گی۔
- سیڈا میں امتیاز کی تعریف بہت وسیع ہے اور اس معاہدہ کی تعمیل کا نتیجہ غیر دانش مندانہ قوانین اور غیر سنجیدہ مقدمات کی صورت میں نکلے گا۔
- گھرانا اور مردوں اور عورتوں کے کردار کا پھر سے تعین ہوگا اور یوں سیڈا کے ذریعہ امریکا میں روایتی خاندانی ڈھانچا تباہ ہو جائے گا یا والدین سے بچے پالنے میں ان کے مناسب کردار چھن جائیں گے۔
- سیڈا خاندانی منصوبہ بندی تک رسائی کو فروغ دینے میں اسقاط حمل کی حمایت کرتا ہے۔
- معاہدہ سے یک صنفی سکول ختم ہو سکتے ہیں اور بے صنف درسی کتب کی ضرورت ہو گی۔
- امریکا کی جانب سے سیڈا کی توثیق ہم جنس شادیوں کی منظوری کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔
- معاہدہ کے لیے جسم فروشی کو قانونی قرار دینا درکار ہوگا۔

3.2 نگران اداروں اور عمل درآمد کے سیلز کی حیثیت

پاکستان نے 2012 میں ہونے والے یوپی آر کے دوسرے دور کے بعد کی سفارشات میں سے چند پر عمل درآمد کر لیا ہے۔ اس نے انسانی حقوق کی نگرانی کے لیے ایک آئینی ادارہ، قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) قائم کیا ہے مگر اُسے اب بھی آزادانہ طور پر کام کرنے کے لیے مناسب طور پر بااختیار بنانے کی ضرورت

لاہور مشاورت

ہے۔اسی طرح عالمی وعدوں کی تکمیل میں قائم کمیشن کسی نہ کسی طور سے حکومتی اداروں سے جڑے ہوئے ہیں۔ پیرس اصولوں کے مطابق، معاہدوں کے نگراں ادارے اور کمیشن مالی اور انتظامی طور پر خود مختار اور مختلف پس منظر کے افراد اور گروہوں کے نمائندہ ہونا چاہییں اور کمیشن برائے انسانی حقوق اس طور سے بااختیار ہو کہ وہ شکایات وصول کرکے ان کے ازالہ کے لیے اقدامات کرسکے۔ یہ کمیشن عالمی وعدوں کو نبھانے کے لیے تشکیل دیے جاتے ہیں سوانہیں حکومت کا حصہ نہیں ہونا چاہیے مگر حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ (یورپین یونین کی سفارشات کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ضمیمہ ا پاکستان کی عالمی ذمہ داریاں، سیکشن 3-2)

لاہور میں منعقدہ مشاورت میں ٹریٹی امپلی منٹیشن سیل (معاہدوں پر عمل درآمد کا دفتر) کے ایک رکن نے بتایا کہ وہ انتظامی طور پر حکومت پنجاب کے محکمہ انسانی حقوق اور اقلیتی امور کے ماتحت ہیں۔ سیل کے ارکان کو وزیر اعلیٰ کے براہ راست ماتحت ہونا چاہیے نہ کہ یہ کہ انہیں مختلف شعبوں کے ساتھ معاہدوں کی تعمیل کے لیے روابط کرنا پڑیں۔ نمائندہ کے مطابق وہ معاہدوں پر عمل درآمد کے رابطہ کار نہیں ہیں۔اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ رولز آف بزنس نہیں بنائے گئے اور یو پی آر اور یورپین یونین کی سفارشات کے باوجود وہ وزارت سے علیحدہ نہیں ہوسکے۔ بد قسمتی سے محکمہ سفارشات کو ویسی اہمیت نہیں دیتا جیسی اسے دینا چاہیے یوں شکایات رپورٹ کرنے اور عالمی ذمہ داریاں نبھانے کی ان کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔ ماحول، لیبر قوانین، سیڈا اور تشدد کے خلاف معاہدہ پر عمل درآمد میں محکمہ کو پیش کیے گئے فرق کا تجزیہ (گیپ انیلسز)، جس کی بنیاد پر ایک مسودہ قانون بھی تجویز کیا گیا تھا، اب تک محکمہ داخلہ میں پڑا ہے۔ چیف سیکرٹری نے معاملہ کی تحقیقات کی تجویز دی مگر خلاف ورزیوں پر وہ مشاہدات اور تبصرے وصول ہی نہیں کرنا چاہتے کیوں کہ ان کی دل چسپی کہیں اور ہے۔ انتظامی اور مالی طور پر کمزور ہونے کے باعث سیل بے اختیار ہیں۔

اسی طرح کوئٹہ میں اس امر کی بھی نشان دہی کی گئی کہ معاہداتی اداروں کے تبصرے صرف سفارشات ہیں اور یوں قانونی طور پر ان پر عمل درآمد لازم نہیں۔ سیل کے سربراہ قانون، پارلیمانی امور اور انسانی حقوق کے سیکرٹری تھے، ان کے جاں نشین کون ہوں گے ابھی طے نہیں۔ سیل کو شکایات نہیں ملتیں کیوں کہ اس کی بجائے ویمن ڈویلپمنٹ، لیبر، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا محکمہ شکایات وصول کرتا ہے۔ ایسے حقوق کی وکالت کرنے والی یونین کے نہ ہونے سے مسائل دوچند ہو رہے ہیں۔ اگر کہیں یونین ہے بھی تو اس میں صلاحیت یا آگہی نہیں کہ انسانی حقوق کو فروغ دے سکے۔

اس لیے، قانونی ڈھانچے، مالی اور انتظامی اختیارات کے نہ ہونے اور حکومتی اداروں کے ساتھ جڑے ہونے کی وجہ سے معاہداتی نگرانی سیل کہنے کو تو قائم ہیں مگر موثر طور پر کام کرنے سے قاصر ہیں۔

3.3 سٹیک ہولڈرز کو درپیش رپورٹنگ کے مسائل

یو پی آر کے طریق کار کے مطابق، جائزہ میں تین بنیادی ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں۔ 1۔زیر جائزہ ریاست کی طرف سے رپورٹ 2۔اقوام متحدہ کے اداروں کی جانب سے زیر جائزہ ریاست کے لیے او ایچ سی ایچ آر کی اکٹھی کی گئی سفارشات اور 3۔سٹیک ہولڈرز کی جانب سے فراہم کی گئی معلومات۔جائزہ کی حتمی بنیاد این جی اوز، حقوق انسانی کے قومی اداروں، حقوق انسانی کا دفاع کرنے والوں، علمی اداروں، تحقیقاتی اداروں اور علاقائی تنظیموں کی جانب سے دی گئی معلومات ہوتی ہیں۔یو پی آر کے طریق کار سے متعلق مزید معلومات کے لیے دیکھیے ضمیمہ ا پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریاں، سیکشن 4،4

مشاورتی اجلاسوں کے دوران میں دیکھا گیا کہ سول سوسائٹی سے بعض شرکا متبادل رپورٹنگ کرتے رہے ہیں۔کوئٹہ سے آئے شرکا عورتوں کے حقوق سے متعلق معاہدہ، سیڈا (بذریعہ عورت فاونڈیشن) اور دیگر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں رپورٹ کرتے رہے ہیں۔تاہم ان میں سے ایک (خاتون) نے بتایا کہ یہ عمل غیر محفوظ تھا اور سول سوسائٹی کے بہت سے ارکان رپورٹنگ کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوئے۔انہوں

پشاور مشاورت

نے خاص طور پر انہیں یورپی یونین کے نمائندوں سے رابطہ سے روکنے کے لیے انٹیلی جنس اہل کاروں کا ان کے گھر آنے کا تذکرہ کیا۔ تمام مشاورتی اجلاسوں کے شرکا اس بات پر متفق تھے کہ سول سوسائٹی اور حقوق انسانی کے متحرک کارکنوں کو حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں کی رپورٹنگ میں مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے۔

این جی اوز کی تعداد میں کمی بھی موضوع گفتگو بنی۔ 18 این جی او، خاص طور پر بچوں، عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق پر کام کرنے والی این جی اوز، سے کام بند کرنے کے لیے کہا گیا ہے [3]۔ شرکا نے اس بات پر زور دیا کہ کیسے بندش کا یہ عمل یو پی آر میں پاکستان کی ساکھ خراب کرنے کا باعث ہوگا اور کیسے ریاست اس کے لیے کوئی وضاحت پیش کرنے سے قاصر رہی ہے۔ بیشتر این او سی (اعتراض نہ ہونے کے سرٹیفکیٹ) ایسی تنظیموں کو جاری کیے گئے ہیں جو حقوق پر کام نہیں کر رہیں اور یہ وہ تنظیمیں ہیں جو ریاست کو یہ یقین دلانے کے لیے ایک دشوار عمل سے گزری ہیں کہ وہ متنازع پراجیکٹس پر کام نہیں کر رہیں۔ ان تنظیموں کو جو حقوق انسانی پر کام کرنا چاہتی ہیں انہیں حکومت سے رجسٹریشن کروانے کے دوران میں اور این او سی لینے میں بہت سی رکاوٹیں درپیش ہوتی ہیں۔ جب کہ ماضی میں یہ عمل عام طور پر چند مہینوں میں مکمل ہو جاتا تھا اب اس کے لیے سالوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور اقدار سے متصادم ہونے کی آڑ میں غیر سرکاری تنظیموں کے لیے میدان سمٹتا جا رہا ہے [4]۔

بہت سی جبری گم شدگیوں کو سٹیک ہولڈرز کی جانب سے آزادی اظہار اور معلومات کی تحریکوں کی دلیرانہ حمایت سے جوڑا جاتا ہے۔ گلالے اسمٰعیل کا تذکرہ بھی ہوا جو فوج کے خلاف بولیں اور مہینوں چھپے رہنے کے بعد ملک چھوڑنے پر مجبور کر دی گئیں [5]۔

دوسری جانب، ریاست کے خوف کے علاوہ، آگہی اور حساسیت کی کمی کے باعث بھی سٹیک ہولڈرز رپورٹ نہیں کر پاتے۔ کراچی میں شرکا میں سے ایک نے نشان دہی کی کہ اہلیت اور آگہی کی کمی باعث لوگ خلاف ورزیاں رپورٹ نہیں کرتے۔ انہوں نے لیبر قوانین سے متعلق ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اس میں لیبر اور پیشہ ورانہ صحت اور سلامتی کو لاحق خطرات کا کوئی ریکارڈ ہی نہیں تھا۔ ٹیکسٹائل صنعت کے

---

[3] https://www.reuters.com/article/us-pakistan-ngos/pakistan-tells-18-international-ngos-to-leave-actionaid-idUSKCN1ME1N3
[4] https://www.dawn.com/news/1189752
[5] https://www.bbc.com/news/world-asia-49765178

ایک جائزہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ آجر مزدوروں کے حقوق سے کم آگہی اور کم علمی، کم پڑھے لکھے ہونے، عدم تعمیل اور کام کی جگہ پر کم معاوضوں کے باعث خلاف ورزیوں کی رپورٹ نہیں کرتے [6]۔

کوئٹہ سے ایک شریک مجلس نے لڑکیوں کے ایک مقامی سکول میں ہونے والی گفت گو کا احوال سنایا جہاں انہوں نے طلبا و طالبات کی استعداد میں ابتدائی عمر ہی میں اضافہ کے لیے اخلاقیات، دیگر مذاہب، ماحول اور سماجی مسائل کے مطالعہ کو سکول نصاب کا حصہ بنانے کی تجویز دی۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اسباق کی تیاری کے لیے ریسورس پرسنز کی فراہمی کی پیش کش بھی کی مگر شک کی شکار پرنسپل نے ان پر این جی او ایجنڈا پر عمل کرنے کا الزام عاید کیا۔ اسی مشاورت میں سہولت کار عالیہ خان نے بھی پنجاب حکومت کے ساتھ اپنے تجربہ سے آگاہ کیا۔ وہ اور ان کے ساتھی 2016 میں معاشرتی علوم کے نصاب میں صنف سے متعلق ایک باب شامل کروانے میں کامیاب ہوگئے۔ اس باب میں سیڈا ذمہ داریوں، بالخصوص کم عمری کی شادیوں اور لڑکیوں کی صحت کو ایسی شادیوں اور کم سنی میں بچوں کی پیدائش سے پہنچنے والے نقصانات جیسے موضوعات پڑھائے جانا تھے۔ تاہم ایک سکول کے غیر اعلانیہ دورے میں انہوں نے دیکھا کہ استاد نے صنف والا باب تو مکمل طور پر چھوڑ دیا مگر ایک ایسا باب جس میں ایک عورت کے صبح سات بجے سے رات دس بجے تک کے معمولات، یعنی گھر کے کاموں، خاوند اور بچوں کی دیکھ بھال کا بیان تھا خوب تفصیل سے پڑھایا۔ انہوں نے استاد کی تربیت اور آگاہی نہ ہونے کو ان کے حقوق انسانی سے متعلق علم کو نئی نسل تک منتقل کرنے میں رکاوٹ قرار دیا۔

اسی طرح کراچی میں ہونے والی مشاورت میں اس بات کی نشان دہی کی گئی کہ عالمی مہاجرین، چاہے وہ افغانستان سے تعلق رکھتے ہوں یا دیگر جگہوں سے، اپنے حقوق سے آگاہ نہیں اور اسی کم آگہی یا حقوق انسانی کے حصول کے ذرائع تک رسائی نہ ہونے کے باعث روزمرہ زندگی میں ہراسانی، برے سلوک اور دیگر مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ اسلام آباد میں ہونے والی مشاورت میں، ایک خاتون وکیل اپنے ساتھیوں کی کم استعداد اور علم کا حوالہ یوں دیا کہ وہ دنگا فساد اور تشدد میں فرق سے آگاہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ عدالت میں خواتین ججوں میں سے تین جو باقاعدگی سے مقدمات سے نمٹ رہی تھیں، سیڈا، تشدد کے

[6] https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pubmed/30623919

خلاف معاہدہ اوراس کی ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں تھیں۔اس صورت حال سے پریشان ہو کر،انہوں نے سات خواتین ججوں کی حقوق انسانی کے ان اہم اساسی معاہدوں کی تعلیم کی ذمہ داری خود اٹھالی۔

شرکا عمومی طور پر متفق تھے کہ این جی اوز کے لیے جگہ کم ہونے،آگہی میں کمی اور رپورٹ کرنے والوں کے لیے حفاظتی نظام نہ ہونے سے، سٹیک ہولڈرز کو اوسی ایچ آر کو حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ کرنے میں بہت زیادہ دشواریوں کا سامنا ہے۔

3.4 ثقافتی اور مذہبی اثرات

جیسا کہ سیکشن 3-1 میں بتایا گیا ہے کہ زیادہ تر شرکا اور ماہرین نے مذہب اور شریعہ قانون کے بین الاقوامی قوانین کو آئینی قوانین بنانے کے لیے قانون سازی نہ ہونے کو تقویت دینے کو باعث تشویش قرار دیا۔ بچوں، خواتین اور اقلیتوں کے تحفظ سے متعلق بہت سے معاہدات پر تحفظات کا پاکستان یوں اظہار کرتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان یہ قرار دیتا ہے کہ کسی شق کی دفعات تب تک روبہ عمل ہوں گی جب تک کہ وہ آئین پاکستان اور شرعی قوانین سے متصادم نہ ہوں۔

لاہور مشاورت میں آزادی اظہار سے متعلقہ آرٹیکل 19 پر بات ہوئی جس کے اطلاق کو اخلاق، شائستگی، اسلام کی عظمت، سلامتی اور دفاع ایسی بنیادوں پر محدود کر دیا گیا ہے۔ان ہی بنیادوں پر بہت بار شہریوں کو آزادی اظہار کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ہم نے مذہب کی بنیاد پر امتیاز نہ برتنے کے معاہدوں اور میثاقوں پر دستخط کر رکھے ہیں مگر ہمارے مقامی قوانین احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔

بین الاقوامی عوامی قانون، خاص طور پر روایتی قانون، کو زیر کرنے کے لیے مذہب کا استعمال کیا جاتا رہا ہے۔مختلف النسل شادیوں کو رجسٹر کروانے میں شہریوں کو مشکلات کا سامنا رہا ہے۔اسلام سے تبدیلی مذہب کی سزا موت ہے اور آسیہ بی بی اور مشال خان ایسے واقعات سے یہ عیاں ہے کہ توہین مذہب کے قوانین انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو راہ دیتے ہیں۔پاکستان سپریم کورٹ یہ تسلیم کر چکی ہے کہ توہین مذہب کے زیادہ تر مقدمات جھوٹے الزامات پر مبنی ہوتے ہیں اور ان کے درپردہ محرکات کچھ اور ہوتے

ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق حکام ان محرکات کو جاننے کی کم ہی کوشش کرتے ہیں۔ایسے مقدمات کے پیچھے پیشہ ورانہ مخالفت بھی ہو سکتی ہے، ذاتی یا مذہبی جھگڑا بھی اور مالی فائدہ بھی [7]۔

کراچی میں منعقدہ مشاورتی اجلاسوں میں جبری تبدیلی مذہب پر بڑی تفصیل سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ سندھ میں جبری تبدیلی مذہب کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے [8]۔پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے اپنے تینتیسویں سالانہ عام اجلاس میں کہا کہ "یہ ایک منظّم، سوچا سمجھا رجحان ہے اور اسے ایسے گروہوں کی کمزور لڑکیوں اور جوان خواتین پر جبر کے وسیع تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے جو پہلے ہی اپنے عقیدے، طبقاتی اور معاشرتی معاشی حیثیت کے باعث پس ماندہ ہیں [9]۔

اسی طرح، ثقافتی اثرات اور دقیانوسی صنفی تصورات انسانی حقوق کو نصاب میں شامل کرنے میں حارج رہے ہیں۔ پچھلے حصے میں بتائے گئے واقعہ میں نصابی کتب میں خواتین کے گھریلو ہونے اور گھر دار کی حیثیت سے ان کے کردار کو بڑھاوا دینے سے پاکستان میں خواتین کے لیے متعین کرداروں کی عکاسی ہوتی ہے۔

پوری دنیا کے مسلم ممالک شریعت کو قانون کا ذریعہ سمجھتے ہیں مگر پھر بھی عبارات کی تشریح میں تضاد ہوتا ہے۔سیڈا پر مختلف مسلم ممالک کو مختلف تحفظات ہیں۔مثلاً مراکش اور پاکستان مسلمان ممالک ہیں مگر شریعہ قوانین پر مبنی ہونے کے باوجود دونوں کے تحفظات مختلف ہیں۔مراکش نے اپنے کچھ اعتراضات واپس تو لے لیے مگر 2014 میں جب ورکنگ گروپ نے سیڈا کے آرٹیکل دو اور پانچ پر تحفظات واپس لینے پر ہونے والی پیش رفت سے متعلق پوچھا تو حکومت کا جواب تھا کہ وہ دفعات صرف اس صورت میں روبہ عمل ہوں گی اگر وہ اسلامی شریعت اور مراکش کے فیملی کوڈ (المدوّنہ) کے آرٹیکل 34 او36 سے متصادم نہ ہوں [10]۔

بچوں کی شادیوں پر بات کرتے ہوئے کوئٹہ سے شریک ایک خاتون نے نشان دہی کی کہ اسلامی قانون یا شریعت میں بچے کی عمر کا تعین نہیں کیا گیا جس سے پالیسی بنانے والوں کو قانون کے مطابق بچپن کے لیے عمر کی ایک مختلف بریکٹ طے کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔اسی لیے مجموعی طور پر یہ بات نوٹ کی گئی کہ

---

[7] https://www.amnesty.org/en/documents/asa33/5136/2016/en/

[8] https://www.dawn.com/news/1494475

[9] https://www.pakistantoday.com.pk/2019/04/08/hrcp-concerned-over-forced-conversions-in-sindh/

[10] https://www.ohchr.org/Documents/Issues/Women/WG/DiscriminationAgainstWomenNationality.pdf

تہذیبی معیارات اور مذہبی عقائد بین الاقوامی ذمہ داریاں، خاص طور پر ریاست اور خواتین اور اقلیتوں ایسے پسماندہ طبقات سے متعلق، ذمہ داریاں پورا کرنے میں حارج رہے ہیں۔

3.5 ریاستی اور غیر ریاستی اداروں کا طاقت کا غلط استعمال اور فرائض سے غفلت

ایچ آر سی پی نے اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا کہ حقوق انسانی کے مختلف معاملات سے متعلق پاکستان کو دیگر ممالک کی جانب سے ملنے والی سفارشات کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کمیشن نے اس بات کو حوصلہ افزا قرار دیا کہ پاکستان نے 2017 کے یو پی آر کے تحت جن سفارشات کو عمومی طور پر 'تسلیم' کیا تھا ان میں سے زیادہ تر کا تعلق دیگر امور کے علاوہ، اس بات سے تھا کہ غربت اور عدم مساوات میں کمی کی جائے؛ جبری گمشدگیوں کو فوجداری جرم قرار دیا جائے اور جبری گمشدگی اور ماورائے عدالت ہلاکتوں کے تمام الزامات کی مکمل تحقیقات کی جائے؛اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ایذا رسانی کے تمام مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے، تمام افراد کے لیے شفاف ٹرائل کے حق کو یقینی بنایا جائے؛اور صحافیوں اور ذرائع ابلاغ کے ملازمین کے خلاف جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو حاصل سزا سے استثنا کا خاتمہ کیا جائے۔ بلوچستان میں ہونے والے مشاورتی اجلاسوں میں جبری گم شدگیوں پر تفصیل سے بات چیت ہوئی۔ شرکا نے بتایا کہ کیسے ان گم شدگیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور ان سے تحفظ کے لیے کوئی قانون ہی نہیں۔ جبری گم شدگیوں پر اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ کے پاس پاکستان سے لاپتا ہونے کے 700 سے زائد مقدمات زیر التوا ہیں۔ ان خلاف ورزیوں میں ریاستی اور غیر ریاستی عمل کاروں کی جانب سے اختیارات کے ناجائز استعمال کا پتا چلتا ہے۔

پاکستان میں سرکاری اہلکاروں کے انتخاب کی بجائے ان کو "منتخب" کرنے کا معمول ہے۔ ان مشاورتی اجلاسوں میں یہ اتفاق رائے بھی سامنے آیا کہ عہدے اقربا پروری، رشوت یا پسندیدگی کی بنیاد پر دیے جاتے ہیں۔ شرکا کے خیال میں ریاستی اور غیر ریاستی عمل کار (جیسے فوج) کے مفادات شہریوں کی بھلائی سے جڑے ہونے کی بجائے ان کے اپنے ذاتی فوائد اور طاقت کے استعمال سے وابستہ ہیں۔ سی آر سی کا حوالہ دیتے ہوئے بلوچستان مشاورتی اجلاسوں میں بتایا گیا کہ ریاست اس بات کو یقینی بنانے کی ذمہ دار ہے کہ کوئی بچہ مزدوری کی ممانعت کے ساتھ ساتھ خطرناک ماحول میں رہ یا کام نہ کرے۔ لیکن حقیقت میں، کم سن اب بھی بین الاقوامی تجارت کرنے والی کمپنیوں میں کام کر رہے ہیں۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے قانونی میکانزم کمزور

اور سیاست کے زیر اثر ہیں۔ بتایا گیا کہ بلوچستان نے صرف 2016 میں چائلڈ پروٹیکشن سیل قائم کیا اور ابھی تک اس کے رولز آف بزنس بھی نہیں بنے۔ اور سول سوسائیٹی کے ایک نمائندہ کو تحقیق سے معلوم ہوا کہ یونٹ کے 18 ارکان پارلیمان کے رکن ہیں جنہیں بچوں کے حقوق کا کچھ علم نہیں۔

ایک اور خاتون شریک نے ریاستی مشینری کی کمزوری اور غفلت پر روشنی ڈالی اور یہ بھی بتایا کہ ریاست کو اپنے تمام شہریوں کی رجسٹریشن یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور پاکستان میں پیدا ہونے والے تمام بچوں کی رجسٹریشن کے لئے مقامی حکومت کو بھی شریک کرنے کی ضرورت ہے۔ عمر کے اعداد و شمار معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، متعدد واقعات میں بچوں کی مزدوری اور شادی کی اطلاع نہیں دی جا سکتی کیوں کہ ان بچوں کی عمر کے گروپوں کی وضاحت کرنے کا کوئی مستند ذریعہ موجود نہیں۔ بچوں میں عسکریت کو جہاد کے ایک ضمنی پروڈکٹ اور ریاستی اور غیر ریاستی عمل کاروں کی جانب سے تشدد کے لئے انہیں بھرتی کرنے پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ساحل نے سی آر سی کے میعادی جائزہ کے لیے متبادل رپورٹس پیش کی ہیں جن میں بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق خطرناک اعداد و شمار دیے گئے ہیں لیکن ریاست ان مسائل کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔

مشاورت کے دوران میں نوکر شاہی رکاوٹوں اور ذاتی مفادات کا تاخیر کا باعث بننا بھی زیر بحث آیا۔ پنجاب کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن کی سابقہ رکن عالیہ خان نے بتایا کہ سیڈا رپورٹنگ کے لئے کم از کم 200 اشاریے تشکیل دیے گئے اور پنجاب کے مختلف محکموں سے معلومات حاصل کی گئیں لہذا پنجاب میں سیڈا پر عمل درآمد کی صورت حال کو ایک جان دار انداز میں رپورٹ کیا گیا۔ تاہم، یہ رپورٹ فروری 2017 میں پیش کی گئی تھی جب کہ اسے ستمبر 2017 میں پیش کیا جانا تھا لیکن اب تک خدشات اور تبصروں کے جواب میں کوئی رائے یا فیڈبیک نہیں دی گئی۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ کس طرح محکمہ غلط بیانی کی حوصلہ افزائی کرتا تھا، کیوں کہ ہر 6 ماہ بعد، پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ سے جی ایس پی پلس پر رپورٹ کرنے کو کہا جاتا اور ٹیم کو اسے "نرم" رکھنے کی ہدایت کی جاتی۔ خواتین کے معاملات پر اعداد و شمار اس درخواست سے پہلے اکٹھا کیے گئے تھے اور رپورٹ کے حصے کے طور پر انہیں بتانے کی اجازت نہیں تھی۔ محکمہ خامیوں یا مسائل کی بجائے تب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے خواتین کو بااختیار بنانے کے پیکیج، محکمہ ترقی خواتین اور

پی سی ایس ڈبلیو بجٹ اور دیگر کامیابیوں میں دل چسپی رکھتا تھا جس کا نتیجہ "منتخب" رپورٹنگ کی صورت میں نکلا۔

سرکاری اداروں اور سیاسی جماعتوں کی انسانی حقوق کی حمایت کرنے میں عدم دلچسپی اور سیاسی عزم کا فقدان

کراچی مشاورت کے دوران میں ایک شریک نے سرکاری محکمہ کو اپنے کام کو پائیدار ترقی کے اہداف سے مربوط کرنے کی ترغیب دینے سے متعلق اپنے تجربہ سے آگاہ کیا۔ حالانکہ حکومت سندھ میں اس کام میں مدد کرنے کے لیے ایک یونٹ موجود ہے، یہ محکمے اپنا کام سرانجام دینے میں ناکام ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح ایک سرکاری ادارہ نے محسوس کیا کہ وہ کام کے "بوجھ تلے دبا ہے" اور چونکہ افسران کے پاس اضافی ذمہ داریاں لینے کا وقت نہیں ہوتا، لہٰذا سی ایس پی نمائندہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ محکموں کے اپنے ڈھانچے کو پائیدار ترقی کے اہداف سے مربوط کرنے کے رہنما اصول بتائیں گے۔ تاہم، ان کی مدد کے باوجود وہ نہیں جانتے کہ آیا ان قوانین پر عمل درآمد کیا جارہا ہے اور عام شہری کو کوئی معلومات ہی میسر نہیں جن کی بنیاد پر وہ جوابدہی کر سکتے ہوں۔

کراچی میں ماہر نے عالمی بینک گروپ کے 13 جولائی 2019 کے ٹیتھیان کاپر کمپنی (ٹی سی سی) کے پاکستان کے خلاف ایک مقدمہ میں تازہ ترین فیصلہ کا تذکرہ کیا جس کے تحت نے 4۔08 ارب ڈالر جرمانہ اور 1۔87 ارب ڈالر سود کی مد میں ادا کرنا ہوگا۔

2011 میں صوبائی حکومت کی جانب سے ریکوڈک منصوبے کی لیز منسوخ کرنے کی وجہ سے ہونے والے نقصان پر کمپنی کی جانب سے پاکستان کے خلاف 11۔43 ارب ڈالر ہرجانہ کا دعویٰ دائر کیا گیا تھا۔ ٹی سی سی کا کہنا تھا کہ وہ لیز کی منسوخی تک 220 ملین ڈالر کر چکی تھی [11]۔ ریاستی بدعنوانی اور نااہلی کو اجاگر کرنے کے لئے ریکوڈک کان کیس جیسے معاملات پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا جن سے ہمارے مالی وسائل میں کمی آئی اور ہماری بین الاقوامی ساکھ خراب ہوئی۔

شرکاء کو عوامی دستاویزات تک رسائی نہ ملنے اور ریاستی اور غیر ریاستی عمل کاروں کی جانب سے محدود یا نہ ہونے کے برابر معلومات کی فراہمی پر حیرت ہوئی۔ صوبائی قوانین میں معلومات کے حق کی براہ راست خلاف ورزی کو بھی اجاگر کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے گذشتہ مالی سال میں سندھ انفارمیشن کمیشن کے لئے

[11] https://www.dawn.com/news/1508341

55 ملین روپے گرانٹ کی منظوری دی تھی لیکن ایک سال ہوچکا ہے اور کمیشن کے لئے مناسب عملہ یا وسائل کی خریداری کے لئے کچھ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح، کیر تھر نیشنل پارک پر اسٹیک ہولڈرز کو بیس لائن اسٹڈی تک رسائی کی پیش کش کے بغیر قبضہ کو بھی نہ صرف ماحولیاتی بین الاقوامی معیار کی بلکہ معلومات کے حق کے قانون کی بھی خلاف ورزی قرار دیا گیا[12]۔

بہت سے شرکا نے محسوس کیا کہ سیاسی جماعتیں اور ریاستی ادارے شفافیت اور احتساب سے بچنے کے لئے وفاقی اور صوبائی سطح پر اطلاعات کی آزادی کے قوانین کے موثر نفاذ کی حمایت نہیں کرتے۔ بین الاقوامی برادری کو عظیم الشان اشاروں کے ذریعے صرف منتخب "مثبت اور نرم" شبیہ دکھائی جارہی ہے۔ جیسے کرشنا کماری کو مارچ 2018 میں سینیٹ آف پاکستان کی رکن بنانا۔ چونکہ وہ اس منصب پر فائز ہونے والی پہلی ہندو دلت اور دوسری ہندو خاتون ہیں، اس لئے سیاسی جماعتیں اس عمل کو شمولیت، رواداری اور تنوع کی مثال کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کررہی ہیں جب کہ جبری تبدیلی مذہب اور گم شدگیوں میں اضافہ ہورہا ہے۔

جیسا کہ ضمیمہ ا پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریاں، میں بتایا گیا ہے پاکستان نے انسانی حقوق کے بنیادی اصولوں کی 'تائید' کرنے کی بجائے انہیں 'نوٹ' کرنے کا انتخاب کیا جیسا کہ :

- انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث سکیورٹی فورسز کے خلاف تحقیقات اور قانونی کارروائیوں کی رپورٹنگ؛
- خواتین، لڑکیوں اور لسانی اور مذہبی اقلیتوں سمیت محروم طبقات کے خلاف امتیازی قوانین میں ترمیم کرنا؛
- بچوں کے حقوق کا، خاص طور پر انسداد دہشت گردی کی کارروائیوں کے دوران میں، زیادہ موثر طریقے سے تحفظ کرنا؛
- سزائے موت دینے اور بچوں کو پھانسی دینے سے اجتناب کرنا؛

[12] http://shehri.org/kirthar-national-park.html

– اور مذہبی اقلیتوں کے خلاف توہین مذہب کے قوانین کے غلط استعمال اور تشدد کے استعمال کو روکنے کے لیے موثر اقدامات کرنا۔

اسٹیبلشمنٹ، سیاسی جماعتوں اور دفاعی قوتوں کی جانب سے اختیارات کے منظّم طریقے سے غلط استعمال اور غفلت کے نتیجہ میں سٹیک ہولڈرز کو محدود آزادیوں اور جبری گم شدگیوں سمیت انسانی حقوق کی متعدد خلاف ورزیوں سے متعلق رپورٹنگ میں بہت سی دشواریوں کا سامنا ہے۔

3.6 گلگت بلتستان کی حیثیت

چونکہ گلگت بلتستان کی آئینی حیثیت تنازع کشمیر کے حل سے منسلک کردی گئی ہے، لہٰذا اس خطہ کو ان حقوق سے محروم کردیا گیا ہے جس سے ہر پاکستانی شہری لطف اندوز ہوتا ہے۔ جب کہ حکومت کی جانب سے لوگوں کے معاملات جیسے 2009 اور 2018 کے خود حکمرانی کے احکامات کو حل کرنے کے لئے اقدامات لیے گئے ہیں لیکن یہ انسانی حقوق کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔

جنوری 2019 میں، سپریم کورٹ آف پاکستان نے، گلگت بلتستان (جی بی) کی آئینی حیثیت اور اس کے شہریوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کے بارے میں تحریری حکم دیتے ہوئے فیصلہ سنایا کہ اعلیٰ عدالت کے اختیارات اس خطہ کا بھی احاطہ کرتے ہیں۔ تحریری حکم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ 1973 کے آئین پاکستان کے کسی بھی حصہ کو مناسب قانون سازی کے بغیر ختم یا تبدیل نہیں کیا جاسکتا[13]۔

گلگت بلتستان میں مشاورت کے دوران میں، شرکا نے کہا کہ وفاقی حکومت کو چاہیے کہ پالیسی بناتے وقت گلگت بلتستان کے لوگوں کے مطالبات کو دھیان میں رکھیں۔ گلگت بلتستان اسمبلی کو بااختیار بنانا اور سیاسی کارکنوں کو آزادانہ طور پر کام کرنے کی آزادی کی فراہمی جیسے متعدد مطالبات ریاست صورت حال پر قابو پانے کے لئے مان سکتی ہے۔ مشاورت کے دوران گلگت بلتستان کے بنیادی حقوق کی پامالی، جبری گمشدگیاں اور تشدد کے معاملات کو اجاگر کیا گیا۔ شرکا میں سے ایک نے بتایا کہ انہیں لگتا ہے کہ حتیٰ کہ کشمیر بھی ان سے بہتر ہے کیوں کہ ان کے شہریوں کی حفاظت اور قوانین کے نفاذ کے لئے کم از کم ان کی اسمبلی اور آئین موجود ہے۔ گلگت بلتستان کا بغیر کسی شناخت اور آزادی کے ریاست کے طور پر وجود اپنے آپ میں انسانی

[13] https://www.dawn.com/news/1458109/top-courts-powers-extended-to-gilgit-baltistan-rules-supreme-court

حقوق کی ایک خلاف ورزی ہے۔ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ گلگت بلتستان کے شہریوں کو تحفظ فراہم کرے اور انہیں ویسے ہی حقوق دے جیسے کسی ایسے علاقہ کو ملیں گے جو آزاد حیثیت کا حامل نہیں، اور یہاں بھی قوانین کا اطلاق دیگر علاقوں کی طرح کیا جائے۔ لیکن گلگت پاکستان کے لیے آئین کا کوئی تحفظ نہیں اور ایگزیکٹو اتھارٹی کسی بھی وقت آرڈر منسوخ کرسکتی ہے۔

دوسری طرف، دیگر صوبوں کے برعکس خطہ کے وسائل کا گلگت بلتستان کو فائدہ پہنچائے بغیر استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ الزام لگایا گیا کہ نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے، متعدد غیر ملکی کمپنیوں نے بدعنوان افسران کی مدد سے اجازت سے زیادہ وسائل کا فائدہ اٹھایا ہے جس سے مقامی معیشت کو نقصان پہنچا ہے۔ ایک موثر ریگولیٹری ریاست کی عدم موجودگی، اور ساتھ ہی لیبر فورس کی صلاحیت کو بروئے کار لانے کے لئے طویل مدتی حکمت عملی تیار کرنے میں ناکامی، گلگت بلتستان کے وسائل کے استحصال میں اضافے کا باعث بنی ہے۔ وفاقی یا مقامی حکومت کی جانب سے بغیر کسی پابندی یا ضابطے کے زمین اور کان کنی کی معدنیات کی خریداری کرنے والی چینی کان کن کمپنیوں کے کردار کو مقامی لوگوں نے ناپسند کیا ہے[14]۔

گلگت مشاورت

[14] https://www.business-standard.com/article/news-ani/pok-people-protest-in-gilgit-baltistan-against-pak-decision-to-lease-land-to-china-119092200699_1.html

ناقص ڈھانچے کا حامل، گلگت بلتستان کونسل کے نام سے جانا جانے والا نام نہاد حکومتی ادارہ صرف چھ افراد پر مشتمل ہے، اور ساتواں شخص خود وزیراعظم ہے۔ یہ حکام گورنر کو بھی "منتخب" کرتے ہیں۔ ایک شریک مجلس نے شکایت کی کہ محصول پیدا کرنے کے تمام وسائل کونسل کو دے دیے گئے ہیں اور یہ "نوآبادیاتی انتظام" کی طرح محسوس ہوتا ہے۔

گلگت بلتستان کی حیثیت بین الاقوامی عہد نامہ شہری اور سیاسی حقوق، حقوق انسانی کے اعلامیہ اور بین الاقوامی روایتی قوانین کی خلاف ورزی ہے اور آزاد ریگولیٹری اداروں کا نہ ہونا انسانی حقوق کی مزید خلاف ورزیوں کا باعث ہے۔ میڈیا کو ان خلاف ورزیوں تک رسائی کا فقدان ہے اور نہ ہی متاثرین کی مدد کے لئے انسانی حقوق کا کوئی کمیشن موجود ہے۔ قومی احتساب بیورو (نیب) کے گلگت بلتستان میں خصوصی تعلیمی مرکز کے حصول کا معاملہ بھی ذرائع ابلاغ کے بہت سے اداروں نے نظرانداز کیا- سوشل میڈیا پر ایک مہم چلائی گئی کیوں کہ حکومت یہ زمین گورنمنٹ میڈیکل کالج کو دینے کا منصوبہ بنا رہی تھی [15]۔

لہٰذا، کمزور گروپوں کے حقوق سے متعلق موجودہ قوانین پر قانون سازی کا ڈھانچا اور اداروں کو چلانے کا اختیار نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل سمجھوتا کیا جارہا ہے۔ جیسے خواتین کے حقوق کے معاملے میں، محکمہ ویمن ڈویلپمنٹ پالیسی پر عمل درآمد کو تقویت دینے کی بجائے خواتین کو گھریلو بنانے کے لئے ان کے لیے "کھانا پکانے کی کلاسیں" منعقد کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ سیڈا کی خلاف ورزی بھی ایک عام بات ہے کیوں کہ خواتین کو ہراساں کیے جانے کے خلاف تحفظ حاصل نہ ہونا ایک معاشرتی معمول ہے جسے وسیع پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے۔ ہنزہ کے کاروایتی قانون میں عورتوں کی جائیداد کی ملکیت پر پابندی ہے اور اس بات کو سماجی قبولیت حاصل ہے- بی بی ستارہ کے معاملے پر تبادلہ خیال کیا گیا جہاں بینچ نے عورت کے میراثی حصے کو قانونی حیثیت دی لیکن ایسا صرف میر آف ہنزہ کی مرضی کی وجہ سے ہوا [16]۔

اسی بنیاد پر، گلگت بلتستان اور ہنزہ/ اسماعیلی برادری کے ثالثی کے اصولوں میں فرق کو بھی اجاگر کیا گیا۔ جب بھی کوئی اسماعیلی عدالت سے رجوع کرتا ہے، تو اسے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی مصالحتی کونسلوں سے مشورہ کرے۔ شرکاء نے بتایا کہ ان کونسلوں اور جرگوں کے کردار میں کوئی فرق نہیں، اور متاثرین ان اداروں کے

[15] https://www.aninews.in/news/world/asia/parents-irked-as-nab-occupies-special-education-centre-in-gilgit-baltistan20190707094134/

[16] https://www.tandfonline.com/doi/full/10.1080/07329113.2013.781447

فیصلوں سے مطمئن یا محفوظ محسوس نہیں کرتے۔ زیادہ تر لوگوں کا ماننا ہے اور تحقیقی مطالعات سے بھی پتا چلتا ہے کہ ہنزہ ایک بہت پر امن کمیونٹی ہے جس میں 100 ٪ خواندگی، 0 ٪ جرائم کی شرح ہے لیکن اس کی بنیادی وجہ کم آبادی اور رپورٹنگ کی کمی ہے۔ ایک خاتون شریک نے غمگین لہجہ میں کہا، کہ نمبر نظام داری نظام اب بھی موجود ہے جس میں سربراہ ہی "میرے کپڑوں سے لے کر میری شادی کے امکانات" تک ہر چیز کا فیصلہ کرے گا۔

دوسری طرف، این جی اوز اور سول سوسائٹی کے ارکان کو عام طور پر انسانی حقوق کی ذمہ داریاں برقرار رکھنے کے لیے آلات کا علم نہیں ہوتا۔ اور جو وکالت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، انہیں بھی اس کی اجازت نہیں۔ سول سوسائٹی کے ارکان کے لئے سکڑتی ہوئی جگہوں کا معاملہ گلگت بلتستان میں کافی بڑھا ہوا ہے۔ شرکا نے بتایا کہ سنگی فاؤنڈیشن گلگت بلتستان میں مقامی لوگوں کے لئے آئینی مراعات پر کام کر رہی تھی، اس سے کہا گیا کہ وہ اپنا کام بند کر دے۔ 2009 میں ان کی آخری رپورٹ جاری ہونے کے بعد سے گلگت بلتستان کے معاملات کی کوئی کوریج نہیں ہوئی۔ بتایا گیا ہے کہ ڈیجیٹل حقوق کی کارکن، نگہت داد کو سول سوسائٹی کے ساتھ ایک مکالمہ میں شریک ہونا تھا لیکن جوں ہی وہ اسلام آباد ایرپورٹ پہنچیں انہیں واپس بھیج دیا گیا۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی اطلاع دینے کے باعث مقامی لوگوں گلگت بلتستان میں انسداد دہشت گردی ایکٹ کے شیڈول چار کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ اس ایکٹ کا استعمال کرتے ہوئے اور الزامات کے ذریعے سول سوسائٹی کو گلگت بلتستان میں انسانی حقوق کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر احتجاج یا مشاہدات سے دوسروں کو آگاہ کرنے تک محدود کر دیا گیا ہے۔ ان احکامات کو سپریم کورٹ یا چیف کورٹ میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ عدلیہ کے پاس یا تو مدد کرنے کے لئے وسائل نہیں یا پھر ریاستی اور غیر ریاستی عمل کاروں کی طاقت سے اس پر پابندی ہے۔ ایک شریک مجلس نے ہوم آفس سے موصولہ حلف نامہ پر دستخط کرنے کا ذاتی تجربہ شیئر کیا جس میں اسے اپنی رائے کا اظہار کرنے یا ریاست مخالف کسی بھی مواد کو شیئر نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ایسا چیف جسٹس کے شیڈول چار کے خلاف درخواست دائر کیے جانے کے بعد ہوا۔

4 انسانی حقوق پر عمل درآمد کو تقویت دینے کے لیے سفارشات

4.1 سٹیک ہولڈرز کو انسانی حقوق سے متعلق حساس بنانا اوران کی صلاحیت میں اضافہ کرنا

ہم اس وقت تک اپنے حالات میں بہتری نہیں لاسکتے جب تک کہ لوگوں کو انسانی حقوق پر مرکوز نصاب کے ذریعے حساس نہیں بنایا جاتا۔ کوئٹہ کی مشاورت کی ایک شریک، 2019

انسانی حقوق کے علم میں پائے جانے والی فرق کو کم کرنے اور اسٹیک ہولڈرز خصوصاً وکلاء، سول سوسائٹی اور میڈیا کی استعداد میں اضافہ کے لیے انسانی حقوق سے متعلق حساسیت پیدا کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کی تربیت اور تعلیمی اداروں کی استعداد کار میں اضافہ خواتین، اقلیتوں اور بچوں جیسے کمزور گروہوں کے خلاف ہونے والی خلاف ورزیاں کم کرنے کی کلید ہے۔ ابتدائی عمر میں لائف اسکلز بیسڈ ایجوکیشن کو شامل کرنے کی سفارشات بھی دی گئیں۔ ریاست کو پارلیمان کے ارکان اور دیگر ارباب اختیار کی استعداد بہتر بنانے کی ذمہ داری لینا چاہیے۔ محکمہ تعلیم کے ذریعہ اساتذہ اور طلبہ کو یکساں طور پر حساس کریں۔

اس نوعیت کی مشاورت کو زیادہ باقاعدگی سے ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کو اپنے حقوق اور تحفظ کے ذرائع کا علم ہوسکے۔ گلگت بلتستان مشاورت کے شریک،2019

4.2 پائیدار ترقی کے اہداف اور انسانی حقوق کو مقامی شکل دینا

اراکین پارلیمنٹ کبھی معاشرتی معاملات پر بات نہیں کرتے، لوگ کم سے کم اجرت سے بھی کم معاوضہ پر کام کر رہے ہیں اور یہاں تک کہ سیاسی جماعتوں کا رویہ بھی ایسا ہے کہ وہ شکایات دور کرنے کی بجائے بند کرنے کو ترجیح دیتے ہیں! - لاہور مشاورت کے شریک،2019

ملکی قوانین کو بین الاقوامی ذمہ داریوں کی تکمیل میں ڈھالنے کے لیے ریاستی اور غیر ریاستی عمل کاروں کی صف بندی انسانی حقوق کی فراہمی کا مؤثر ترین طریقہ ثابت ہوا ہے۔ سروپ اعجاز نے لاہور میں مشاورت کے دوران میں پشاور چرچ بم دھماکے سے متعلق از خود مقدمہ میں اپنے فیصلے میں سپریم کورٹ کی کامیابی پر روشنی ڈالی کہ جب اس نے وفاقی حکومت سے اقلیتوں کے حقوق کے لئے ایک قومی کونسل تشکیل دینے کا

کہا۔ چیف جسٹس آف پاکستان تصدق حسین جیلانی کے لکھے 32 صفحات پر مشتمل فیصلے [17] میں کہا گیا کہ مذکورہ کونسل کا کام آئین اور قانون کے تحت اقلیتوں کے حقوق اور تحفظ کی عملی فراہمی کی نگرانی کرنا ہے۔ کونسل کو صوبائی اور وفاقی حکومت کے ذریعہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے پالیسی سفارشات مرتب کرنے کا اختیار بھی ہونا چاہئے۔ اقلیتوں کے حقوق سے متعلق اہم فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے، سپریم کورٹ نے حکومت سے اقلیتوں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کے لئے خصوصی ٹاسک فورس تشکیل دینے کا بھی کہا۔ اس طرح کے اقدامات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے اور صرف بین الاقوامی قوانین اور پائدار ترقی کے اہداف کو مقامی شکل دینے ہی سے پاکستان انسانی حقوق کی ذمہ داریاں بہتر طور سے نبھا سکتا ہے۔

بلدیاتی اداروں کی شمولیت اور ان کی استعداد کار میں اضافے کے ذریعے، ایس ڈی جی 2030 ایجنڈے کے طے شدہ اہداف کو مقامی شکل دینے سے، انسانی حقوق کی ذمہ داریاں نبھانے میں زبردست بہتری لائی جا سکتی ہے، جیسا کہ یونائیٹڈ سٹیز آف لوکل گورنمنٹ ایسوسی ایشن (یو سی ایل جی اے) نے بھی تجویز کیا ہے [18]۔

4.3 معاہدوں کے نگران اداروں کو با اختیار بنانا

نیپال، سری لنکا جیسی ریاستوں کی مثال لے لیں جہاں ایک بار معاہدے کی نگرانی کرنے والے ادارے تشکیل پاتے ہیں، ان کا قانون سازی ڈھانچا انہیں آزادانہ طور پر کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لاہور مشاورت کے شریک، 2019

ان اداروں کو مؤثر طریقے سے کام کرنے کے لئے انہیں ریاستی اداروں سے الگ کرنے کے لئے قانون اور پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ یورپی یونین کی رپورٹ میں وفاقی اور صوبائی سطح پر معاہدے پر عمل درآمد سیل (ٹی آئی سی) کے قیام کو ایک مثبت پیش رفت قرار دیا گیا ہے لیکن کسی مالی اور با اختیار خود مختاری کے بغیر یہ تنظیمیں کاغذ تک ہی محدود رہیں گی۔

[17] https://tribune.com.pk/story/724188/sc-asks-govt-to-form-a-national-council-for-minorities-rights/?amp=1
[18] https://www.uclg.org/sites/default/files/towards_the_localization_of_the_sdgs_0.pdf

4-4 سٹیک ہولڈرز کی مشترکہ تحریک اور لابینگ یا حمایت کے حصول کی کوشش

ایچ آر سی پی اور شرکت گاہ جیسی مزید تنظیموں کو لابی کرنے اور انسانی حقوق کی ذمہ داریوں پوری کیے جانے کے لئے اپنے مطالبات پر اجتماعی تحریک کی ضرورت ہے۔ معذوری کے حامل افراد کے حقوق کے قیام کے حوالہ سے گلگت بلتستان کے ایک شریک کی طرف سے بیان کیا گیا واقعہ ایک ایسی کامیابی ہے جو سول سوسائٹی کی مشترکہ کوششوں اور اکٹھ کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے ساتھ کام کرنے سے، گلگت بلتستان میں معذور کے حامل افراد کی ملازمت کے کوٹے میں اضافہ کیا گیا جہاں پہلے ایک غیر فعال کمیٹی قائم تھی۔ مشاورت کے ایک اور شریک نے سکردو میں ونی کے فیصلے میں ملوث جرگے کے 12 افراد کی گرفتاری اور ایک پولیس افسر کو اپنا کردار ادا کرنے میں ناکامی پر معطل کیے جانے کا تذکرہ کیا۔

سندھ، جہاں پاکستان کی ہندو آبادی کی اکثریت بستی ہے، سندھ ہندو میرج بل کے ذریعے ہندو اور دیگر غیر مسلموں کی شادیوں کی رجسٹریشن کے لئے قانون سازی کرنے والا پہلا صوبہ بن گیا۔اس مسودہ قانون کو بعد میں سندھ ہندو میرج رجسٹریشن ایکٹ 2016[19] کے نام سے نافذ کیا گیا۔ یہ عمل صرف ایچ آر سی پی ایسی سول سوسائیٹی تنظیموں کے اشتراک اور وکالت کے باعث ممکن ہوا۔

4.5 بین الاقوامی میکانزمز کے ساتھ روابط کا فروغ

ریاستی عمل کار بین الاقوامی فورموں میں حصہ لے رہے اور غلط بیانی کر رہے ہیں۔انسانی حقوق کے کارکنوں کو اغوا کر کے لے جایا جاتا ہے۔ ہم پولیس / فسطائی ریاست بن رہے ہیں! - کوئٹہ کی مشاورت کے شریک

یہ امر اہم ہے کہ اگرچہ ریاستی مشینری اپنی حیثیت کو انسانی حقوق کی صورتحال کو خراب کرنے کے لئے استعمال کرتی ہے، خاص طور پر اقلیتوں اور خواتین کے لئے، لیکن پاکستان نے بین الاقوامی دباو کے تحت قانون سازی بھی کی ہے۔ بچوں کی شادیوں کا قانون اور خواتین کے حقوق سے متعلق دیگر قوانین بنیادی طور پر بین الاقوامی دباو کی وجہ سے بنے ہیں۔ تاہم ریاستی غلط بیانی اور سول سوسائٹی کے بین الاقوامی اداروں سے کم روابط کی وجہ سے، بین الاقوامی میکانزمز پاکستان میں انسانی حقوق کے تحفظ میں ناکام ہیں۔ لہٰذا لوگوں کو متبادل رپورٹیں پیش کرنے یا کم از کم اس عمل میں شامل تنظیموں کے ساتھ رابطہ رکھنے کی ترغیب دی جاتی

---

[19] http://www.pas.gov.pk/uploads/acts/Sindh%20Act%20No.IX%20of%202016.pdf

ہے۔ ان مشاورتی اجلاسوں کے دوران میں بہت سے شرکا نے ایسے روابط کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے رضاکارانہ طور پر حقوق پر مبنی مختلف تنظیموں کی رپورٹنگ سرگرمیوں کی حمایت کا اظہار بھی کیا۔ لوگ بین الاقوامی تنظیموں سے اگر براہ راست نہیں تو پھر ایچ آر سی پی ایسی رپورٹ کرنے والی ثالثی تنظیموں کے ذریعہ بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

5. ماحصل

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کی جانب سے ایف این ایف کے تعاون سے پاکستان کی انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی قانونی ذمہ داریوں کے حوالے سے منعقد کرائے گئے مشاورتی اجلاسوں میں یہ بات سامنے آئی کہ پاکستان کو اپنی انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی ذمہ داریوں اور مستحکم ترقیاتی اہداف (ایس ڈی جیز) کے حصول کے لیے ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے۔ جیسا کہ کئی ممالک نے تجویز کیا ہے، ایسا صرف آئینی ترامیم اور اصلاحات، قانون سازی، انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے محکمانہ انتظامات میں بہتری، صنف سے متعلق مسائل۔ بشمول خواتین کے خلاف تشدد، خواتین اور لڑکیوں کی سمگلنگ کے حل، اور خواتین کی صحت میں بہتری۔ لوگوں اور غیر محفوظ گروہوں کے حقوق کے تحفظ، جبری گمشدگیوں میں کمی، معاشی، سماجی مسائل سے لے کر رہائشی سہولیات، پینے کے صاف پانی اور صحت و صفائی کے نظام میں بہتری، سماجی تحفظ اور غربت میں کمی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ انسانی حقوق کے بنیادی معاہدوں پر عملدرآمد کی جانب پہلا قدم یہ ہے کہ نگرانی باڈیز کو بااختیار بنایا جائے اور انہیں حکومتی محکموں سے علیحدہ کیا جائے تاکہ ان کی رپورٹنگ غیر جانبدرانہ ہو اور قوم اپنی غلطیوں سے سیکھنے کے قابل ہوسکے۔

تمام شراکت داروں بشمول غیر سرکاری تنظیموں (این جی او) کے کارکنوں، انسانی حقوق کے دفاع کاروں، وکلاء، صحافیوں، حکومتی عہدے داروں اور سول سوسائٹی کے اراکین کی جانب سے مسلسل حمایت کی اشد ضرورت ہے۔ اس نوعیت کے مشاورتی اجلاسوں، شراکت داروں کو حساس بنانے اور ان کی استعداد میں اضافے، ان کی اجتماعی لابنگ اور ان کی بین الاقوامی طریق ہائے کار میں شمولیت میں اضافے کے ذریعے ہم اپنے اہداف کے حصول اور اپنی ذمہ داریوں کو زیادہ تیزی سے پورا کرنے کے قابل ہوسکیں گے کیونکہ یہ تبدیلیاں راتوں رات نہیں لائی جاسکتیں۔

ضمیمہ 1 : ماہر تربیت کار اور ان کے اوقات
پاکستان کی بین الاقوامی قانونی ذمہ داریاں

تاریخ	مقام	ماہر تربیت کار
16 جولائی 2019	آواری ہوٹل لاہور	محترم سروپ اعجاز
3 اگست 2019	سرینا ہوٹل کوئٹہ	محترمہ عالیہ خان
19 اگست 2019	ریجنٹ پلازا ہوٹل کراچی	محترمہ سارہ ملکانی
19 ستمبر 2019	اسلام آباد ہوٹل اسلام آباد	محترم کامران عارف
20 ستمبر 2019	شیلٹن ریزیڈور ہوٹل پشاور	محترم کامران عارف
23 ستمبر 2019	سرینا ہوٹل گلگت	محترم اسد جمال

ضمیمہ 2 : پاکستان کے لیے یو پی آر سفارشات : بین الاقوامی اور معاہداتی ادارے

سفارشات	کیفیت	متعلقہ
152.1 بین الاقوامی معاہدوں اور انسانی حقوق سے متعلق پروٹوکول کی توثیق کریں تاکہ عوام اپنے تمام حقوق سے لطف اندوز ہو سکیں	نوٹ کیا گیا	• بین الاقوامی ادارے
اپنے ملکی قوانین کو بین الاقوامی ذمہ داریوں کے مطابق ڈھالیں	حمایت	• عمومی
152.38 بین الاقوامی انسانی حقوق نظام کی ان دفعات کو مقامی شکل دینے کے عمل کو تیز کریں جس میں فریق ہیں	حمایت	• بین الاقوامی ادارے
152.39 ملکی قوانین پر نظرثانی کے لئے کوششیں جاری رکھیں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ وہ انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے مطابق ہیں	حمایت	• عمومی
152.45 انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیار کے مطابق، انسانی حقوق کی وزارت اور قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کے کردار کو مزید موثر بنانے کو تقویت دیں	حمایت	• حقوق انسانی کا قومی ادارہ
152.139 فوجی عدالتوں کو عام شہریوں کے مقدمات سننے سے روکیں اور بین الاقوامی مبصرین اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے ذریعہ ان کی نگرانی کی اجازت دیں	نوٹ کیا گیا	• انصاف
152.150 ازالہ حیثیت عرفی اور توہین مذہب سے متعلق ملکی قانون میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون کے مطابق ترمیم کریں	نوٹ کیا گیا	• آزادی رائے اور اظہار • مذہب اور عقیدہ کی آزادی
جن معاہدوں کا ابھی یہ فریق نہیں ان کی توثیق کرنے پر غور کریں	نوٹ کیا گیا	• بین الاقوامی ادارے
انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو باقاعدگی سے شامل کرنے اور حکومت کے ہر سطح پر ان کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے تمام متعلقہ قانون سازی اور طریقہ کار کا جائزہ	حمایت	• بین الاقوامی ادارے
انسانی حقوق کے توثیق شدہ معاہدوں کے مطابق ملکی قانون سازی کریں	حمایت	• بین الاقوامی ادارے
قانون سازی کے مقامی ڈھانچے کو انسانی حقوق کے بین الاقوامی آلات سے ہم آہنگ کرنے پر کام کرنا جاری رکھیں جن میں وہ فریق ہیں	حمایت	• بین الاقوامی ادارے
آئینی دفعات سمیت انسانی حقوق کے شعبے میں ملکی قانونی دفعات کے جائزہ کو فروغ دیں، تاکہ ان کو بین الاقوامی معیار کے مطابق بنایا جاسکے	حمایت	• عمومی
منظور یا توثیق کیے گئے انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدوں سے مطابقت کے لیے اس کی قومی صلاحیتوں کا جائزہ جاری رکھیں	حمایت	• بین الاقوامی ادارے
انسانی حقوق کے ان بین الاقوامی آلات کو عملی جامہ پہنائیں جن کی پاکستان نے توثیق کی ہے	حمایت	• بین الاقوامی ادارے
انسانی حقوق کے میدان میں بین الاقوامی تعاون کو وسیع اور مستحکم بنانے کی اپنی پالیسی برقرار رکھیں	حمایت	• دیگر

وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کا نفاذ کریں اور ایسی حراست سے باز رہیں جو مناسب عمل کے بین الاقوامی معیار کے منافی ہیں۔	حمایت	• حراست • بین الاقوامی ادارے
دہشت گردی کے خلاف جنگ میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی انسانی حقوق اور پناہ گزینوں کے بین الاقوامی قانون پر سختی سے عمل کریں	حمایت	• پناہ گزین، مہاجرین • بین الاقوامی انسان دوست قانون • بین الاقوامی ادارے • دہشت گردی مخالف
انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ کے راستے پر عمل پیرا ہوں اور عالمی برادری بالخصوص انسانی حقوق کونسل سے حوصلہ پائیں	حمایت	• عمومی
معاہدوں کی ذمہ داریوں کی پیروی اور ان کے نفاذ کے سلسلہ میں معاہدوں کی نگرانی کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون جاری رکھیں	حمایت	• معاہداتی ادارے
ہیومن رائٹس کونسل کے خصوصی طریقہ کار کو مدعو کریں اور شکایات، تحقیقات اور فوری کارروائی کے طریق کار میں معاہداتی اداروں کی اہلیت کو قبول کریں۔	نوٹ کیا گیا	• خصوصی طریقہ کار • معاہداتی ادارے
شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی عہد نامے کے دوسرے اختیاری پروٹوکول کی توثیق کریں، جس کا مقصد موت کی سزا کو ختم کرنا ہے۔	نوٹ کیا گیا	• سزائے موت • بین الاقوامی آلات
متعلقہ بین الاقوامی آلات کی تعمیل میں قومی قانون سازی کے سخت نفاذ اور والدین، قانون نافذ کرنے والے عملے اور عدلیہ کے ذریعہ بچوں سے بدسلوکی، بچوں کی اسمگلنگ، جنسی استحصال اور غیر ارادی غلامی کے امور کو حل کرنا	حمایت	• انسانی حقوق کی تعلیم • بچے کے حقوق • غیر قانونی تجارت
شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدے کے پہلے اختیاری پروٹوکول، خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمہ کے کنونشن کے اختیاری پروٹوکول، تشدد کے خلاف کنونشن کے اختیاری پروٹوکول اور معذوری کے حامل افراد کے حقوق سے متعلق کنونشن کے اختیاری پروٹوکول کی توثیق	نوٹ کیا گیا	• سزائے موت • معذوریاں • بین الاقوامی آلات یا ادارے • تشدد اور دیگر سلوک • معاہداتی ادارے • خواتین کے حقوق
152.7 معاشی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدہ اور تشدد کے خلاف کنونشن کے ساتھ ساتھ شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدہ کے لئے دوسرے اختیاری پروٹوکول کی توثیق	نوٹ کیا گیا	• سزائے موت • ای ایس سی حقوق، عمومی بین الاقوامی آلات یا ادارے خواتین کے حقوق

152.14 تمام تارکین وطن کارکنوں اور ان کے اہل خانہ کے حقوق کے تحفظ سے متعلق بین الاقوامی کنونشن، لاپتا ہونے والے تمام افراد کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی کنونشن اور تشدد کے خلاف کنونشن کے اختیاری پروٹوکول کی توثیق	نوٹ کیا گیا	• لاپتا ہونا • بین الاقوامی آلات • مزدور • مہاجر • تشدد اور دیگر سلوک • معاہداتی ادارے
152.74 اپنی ذمہ داریوں اور بین الاقوامی معیار کے مطابق ہر طرح کے امتیازی سلوک کا مقابلہ کرنے کے لئے جامع قانون سازی کریں	نوٹ کیا گیا	• دیگر
عالمی برادری کی طرف سے مناسب مدد اور مقامی مجبوریوں کی تفہیم کے ساتھ، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنی اہم کوششیں جاری رکھیں	حمایت	• عوامی حفاظت
قومی قوانین کا جائزہ جاری رکھیں تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ وہ انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے مطابق ہیں	حمایت	• عمومی
انسانی حقوق کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو باقاعدگی سے شامل کرنے اور حکومت کے ہر سطح پر ان کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لئے متعلقہ قانون سازی اور طریقہ کار کا جائزہ	حمایت	• عالمی آلات یا ادارے

فریڈرک نومان فاونڈیشن کے مالی تعاون سے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے ملک بھر میں چھ تربیتی ورک شاپس کا اہتمام کیا تاکہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیہ اور حقوق انسانی کے ان معاہدوں سے متعلق شہریوں کی آگہی میں اضافہ کیا جائے جن کی پاکستان نے منظوری دی ہے یا توثیق کی ہے۔ بین الاقوامی قانون کے تحت پاکستان کا اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ اس کے تمام شہری، اور بالخصوص پس ماندہ طبقات جیسے خواتین، بچے اور معذوری کے حامل افراد بنیادی آزادیوں سے لطف اندوز ہوں۔ پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کا تحفظ کرے اور تشدد کی ممانعت اور اس سے بچاو کرے۔ اسی مقصد کے تحت ایچ آر سی پی کی منعقدہ ورک شاپس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ پاکستان کی ریاست اور اس کے شہری اس کی انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی ذمہ داریوں کی اہمیت کو تسلیم کریں، سمجھیں اور بڑھاوا دیں۔ یہ دستاویز ورک شاپس کے مواد، بحث و تمحیص اور سفارشات کا احاطہ کرتی ہے۔